بندے ویرم

مفصّل سوانح عمری

شری بھگوان مہاویر سوامی

مصنّفہ

کانشی رام چاولہ

اردو۔ ہندی۔ انگریزی۔ اور پنجابی چار زبانوں میں ۱۲۱ کتابوں
کے مصنّف (۹۴ سال کی عمر ہو جانے پر بھی یہ سلسلہ جاری ہے)

جولائی

سنہ ۱۹۸۱

بار دوئم
تعداد پانچ صد

قیمت فی جلد
دس روپیہ

دِل کو تازیانہ

پی لے پی لے پریم پیالہ

چار دنوں کا رین بسیرا موہ مایا نے ڈالا ڈیرا
جگ میں کوئی نہیں ہے تیرا جپ لے نام تو لے کر مالا

پی لے پی لے پریم پیالہ

من چنچل پر قابو پا لے ستگر پربھو کے پریت لگا لے
من میں اس کی جوت جگا لے توڑ کے من کا تالا

پی لے پی لے پریم پیالہ

مٹی کی یہ ساری کایا جس پر من ہے تو بھرمایا
سوچ سنسار میں کیوں ہے آیا سنیم کو نہ تو نے پالا

پی لے پی لے پریم پیالہ

جھوٹھا ہے یہ جگت پسارا مات پتا متر سُت دارا
مورکھ من کیوں وِیر بسارا؟ چادلہ کیوں نہیں ہوش سنبھالا

پی لے پی لے پریم پیالہ

سوانح عُمری
بھگوان مہاویر سوامی
فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دل کو تازیانہ	۲
۲	اندلکس ندا	۳
۳	شکریہ	۷
۴	دوسرا سنسکرن	۹
۵	ایک لفظ	۱۷
۶	تمہید	۱۹
۷	چوبیس تیرتھنکر	۲۹
۸	سمتا	۴۱
۹	بھگوان مہاویر سوامی کے پہلے جنم	۴۷
۱۰	بھگوان مہاویر سوامی سے پہلے دنیا کی حالت	۵۴
۱۱	بھگوان مہاویر کا آخری جنم	۵۷
۱۲	بھگوان مہاویر کی تربیت و پرورش	۶۱
۱۳	راجکمار وردھمان مہاویر کا لقب پاتے ہیں	۶۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴	بھگوان مہاویر کی تعلیم	۷۵
۱۵	ادھیاپک کا مہاویر جی کے ساتھ راجہ کے پاس پہنچنا	۸۱
۱۶	راجکمار وردھمان جی کی شادی	۸۵
۱۷	راجکمار وردھمان کی گرہستی زندگی	۹۱
۱۸	بھگوان مہاویر کا سادھو بننا	۱۰۲
۱۹	بھگوان مہاویر کا نیا راجیہ	۱۰۸
۲۰	بھگوان مہاویر کا پہلا وہار	۱۱۰
۲۱	بھگوان مہاویر پر گوالوں کا ظلم	۱۱۷
۲۲	دوسرا سفر	۱۲۵
۲۳	پہلا چوماسہ اور پانچ عہد	۱۲۶
۲۴	وستھکا گرام میں شول پانی یکش کا ادھار	۱۲۸
۲۵	دوبارہ موراک میں ورود	۱۳۶
۲۶	چنڈ کوشیا کا ادھار	۱۳۸
۲۷	اتر واچالا میں تپسیا	۱۶۱
۲۸	پشپک جیوتشی کا دھن پانا	۱۶۶
۲۹	راج گرہ میں جولاہے کی دھرم شالہ میں دوسرا چترماس	۱۶۸
۳۰	گوشالہ سے بھینٹ	۱۷۳
۳۱	بھگوان کی دیکھشا کا تیسرا سال	۱۷۸
۳۲	بھگوان کا تیسرا چوماسہ	۱۸۱
۳۳	دیکھشا کا چوتھا سال	۱۸۱
۳۴	چوتھے سال کا چوماسہ	۱۸۴
۳۵	دیکھشا کا پانچواں سال	۱۸۷
۳۶	گوشالہ کا جدا ہونا	۱۹۰
۳۷	بھگوان مہاویر کا عقیدہ	۱۹۲
۳۸	بھگوان مہاویر کا پانچواں چوماسہ	۱۹۶
۳۹	بھگوان مہاویر کا چھٹا چوماسہ	۱۹۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۰	بھگوان مہاویر کا ساتواں چترماس	۱۹۹
۴۱	نواں چترماس اور دکھوں کا طوفان	۲۰۳
۴۲	گوشالہ کا بھگوان کی گیان شکتی آزمانا	۲۰۹
۴۳	کورم گاؤں میں بھگوان کا گوشالا کو بچانا	۲۱۰
۴۴	گوشالا کا تیجولیشیا حاصل کرنا اور اس کا ناجائز استعمال	۲۱۲
۴۵	بھگوان کا دسواں چوماسہ	۲۱۳
۴۶	دیکھشا کا گیارہواں سال	۲۱۴
۴۷	بھگوان مہاویر پر سنگم دیوتا کا اتیاچار	۲۱۷
۴۸	گیارہواں چوماسہ ویشالی میں	۲۳۸
۴۹	دیکھشا کا بارہواں سال۔ چمریندر کا بھگوان کی شرن لینا	۲۴۱
۵۰	بھگوان کا کوشامبی میں برت لینا	۲۴۲
۵۱	چندن بالا سے بھینٹ	۲۴۳
۵۲	بھگوان مہاویر کا بارہواں چترماس	۲۵۴
۵۳	دیکھشا کا تیرہواں سال	۲۵۵
۵۴	بھگوان کی کھرک حکیم سے بھینٹ	۲۵۸
۵۵	بھگوان کی دنیاوی دکھوں پر فتح	۲۵۹
۵۶	بھگوان مہاویر کی تپسیا اور برتوں کی تفصیل	۲۶۱
۵۷	بھگوان مہاویر کا کیول گیان پراپت کرنا	۲۶۲
۵۸	بھگوان مہاویر کا اپدیش	۲۶۸
۵۹	بھگوان مہاویر کے گیارہ گن دھر	۲۷۶
۶۰	چندن بالا کا دیکھشا لینا	۳۰۹
۶۱	میگھ کمار کا دیکھشا لینا	۳۱۰
۶۲	میگھ منی کی دماغی گردش	۳۱۲
۶۳	بھگوان مہاویر کی پتری اور داماد کا دیکھشا لینا	۳۱۵
۶۴	آچاریہ جمالی کا بھول میں پڑنا	۳۱۷
۶۵	سادھو جمالی اور گن دھر گوتم کی بھینٹ	۳۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۶	کہار دھانک اور پریہ درشن کی غفلت سے بیداری	۳۲۱
۶۷	اعلیٰ ترین شراوک گاتھاپتی آنند کا حال	۳۲۲
۶۸	کام دیو کا شراوک بننا	۳۲۴
۶۹	کنڈکولک شراوک کی مشہوری	۳۲۷
۷۰	سدال پتر کمہار کی غلط فہمی کا رفع کیا جانا	۳۳۰
۷۱	بھگوان مہاویر کا راج گرہ میں جانا	۳۳۴
۷۲	مہا راجہ شرنیک کی بیداری	۳۳۶
۷۳	منی پرسن چندر کا کیول گیان حاصل کرنا	۳۳۷
۷۴	ارجن مالی کا موکش پانا	۳۴۱
۷۵	منجنت گاتھاپتیوں کا سادھو بننا	۳۴۷
۷۶	راجکمار اوینت کمار کا دکشا لینا	۳۴۷
۷۷	شالی بھدر کا دکشا لینا	۳۵۱
۷۸	دھن منی کو مکتی اور شالی بھدر کی سورگ پراپتی	۳۶۹
۷۹	راجہ شرنیک کی تیرہ رانیوں کا سادھوی بننا	۳۷۱
۸۰	رانی کالی کا دکشا لینا	۳۷۲
۸۱	راجہ کونک اور راجہ چیٹک میں جنگ	۳۷۳
۸۲	بھگوان مہاویر کا آخری اپدیش	۳۸۱
۸۳	بھگوان کے نروان سے جین دھرم کی حالت	۳۸۴
۸۴	جین سادھوؤں کی زندگی اور پانچ برت	۳۸۴
۸۵	سادھو اور گرہست دھرم میں تمیز	۳۸۵
۸۶	شراوک جین گرہستی کے بارہ برت	۳۸۶
۸۷	شراوک کے اکیس گن	۳۸۸
۸۸	شراوک کے لکشن	۳۸۹
۸۹	بھگوان کا مختصر جیون (نظم)	۳۹۲
۹۰	وشو شانتی	۳۹۹

بندے ویرم

شکریہ

(پہلے ایڈیشن میں)

لالہ کانشی رام جی چاولہ نے اُردو زبان میں بھگوان مہاویر سوامی کی مفصل سوانح حیات لکھ کر عام جنتا پر عموماً اور اپنے جین دھرمی بھائیوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ اس سے پیشتر کوئی مفصل جیون چرتر اُردو زبان میں نہ تھا۔ جس قدر آج اس جیون چرتر کی ضرورت ہے شائد پہلے کبھی نہیں تھی۔ اس تشدد و تعدی کے زمانہ میں اس پوتر پُستک کا تیار ہونا اور بھی قابلِ تحسین ہے جس کے مستحق کہ چاولہ جی ہیں۔

لالہ کانشی رام جی رسمی طور پر جین دھرم سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن وہ سچے معنوں میں جین دھرم کے ماننے والے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک مذہب و ملت کے پیرو سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک فردِ بشر کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ان کی زندگی کا مشن ہی پریم اور اہنسا کا پرچار ہے جس قدر اعلیٰ لٹریچر آپ نے اس ضروری موضوع پر نکالا ہے۔ شاید ہی کسی اور صاحب نے آجتک نکالا ہو۔ ان کی تصانیف کے ایک ایک لفظ سے پریم اور اہنسا کی خوشبو آتی ہے۔ گرہست سدھار پر جتنی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی بنیاد بھی پریم اور پریت پر ہی رکھی گئی ہے۔

چاولہ صاحب کی تحریر میں بلاشبہ بڑا زور ہے۔ اِس لئے انسان اسے پڑھکر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن یہ ایک انوکھی بات ہے کہ جہاں آپ کی تحریر اتنی وزن دار ہے۔ وہاں آپ کی تقریر میں بھی بڑا زور ہے

وہ ہر ایک سبھا سماج میں زندگی کو پاکیزہ اور نیک بنانے کے متعلق اپنے نیک خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ جین سماج آپ کی خاص طور پر اس بارہ میں بھی مشکور ہے۔ کیونکہ جب کبھی آپ سے درخواست کی گئی ہے آپ نے اسے شرفِ قبولیت بخشا ہے۔ اور اپنے اعلیٰ خیالات سے جنتا کو فائدہ پہنچایا ہے۔ آپ کی تحریر و تقریر میں اس لئے اثر اور زور ہے کہ آپ ایک عالم با عمل ہیں۔ یعنی جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہی کہتے اور لکھتے ہیں۔ موقعہ ملنے پر گاہے بگاہے باہر کی سبھاؤں کے مدعو کرنے پر بھی چلے جاتے ہیں۔ کاش ان کی تقاریر کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھایا جائے۔

اُنہوں نے چار زبانوں میں جو تصانیف شائع کرائی ہیں۔ وہ بہت مقبولِ عام ہو چکی ہیں۔ اور ان کا سلسلہ جاری ہے۔ سب بھائیوں کو ان سے پورے طور پر مستفید ہونا چاہیئے۔

آخر میں ہم پھر ایک بار جاولہ جی کے اُپکار کا اعتراف کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اب وہ جلد ہی ہماری دوسری کتاب یعنی "جین دھرم کی فلاسفی" تیار کر کے جنتا اور جین سماج کو مشکور فرمائیں گے۔

منتری

ایس۔ ایس جین برادری

لُدھیانہ

بندے ویرم

دوسرا سنسکرن

شری جین دھرم دواکر جین آگم رتناکر ساہتیہ رتن جھودھی پنیت چرت بال برہمچاری منی مہا تپسوی. پرم تیجسوی شری شری شری ۱۰۰۸ پوجیہ شری جین آچاریہ شری آتما رام جی مہاراج کی آگیا سے یہ دوسرا گرنتھ پہلی بار ۱۹۳۶ء میں اس راقم کی قلم سے ہی مرتب ہوا تھا۔ راقم کی خوش نصیبی ہے کہ پورے ۳۵ سال کے بعد اسی کی دیکھ ریکھ میں پوجیہ شری آچاریہ جی کے قابل اور پوتر چرت بال برہمچاری شری رتن منی جی مہاراج کی آگیا سے یہ پوتر گرنتھ دوسری بار تالیف کیا گیا ہے۔ الفاظ کی جو اشدھیاں پہلی بار رہ گئی تھیں وہ بھی اس میں درست کر دی گئی ہیں۔

مجھے آچاریہ شری جی کے درشن پہلی دفعہ بنگہ ضلع جالندھر میں ۱۹۳۸ء میں ہوئے تھے۔ جہاں کہ وہ اپنی ایک آنکھ کے موتیا بند کا اپریشن امراض آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر پریم ناتھ جی سے کرانے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اور میں ان دنوں جالندھر میں تعینات تھا۔ سورگیہ ڈاکٹر پریم ناتھ جی نے مہاراج شری کی دوسری آنکھ کا اپریشن لدھیانہ میں ہی آ کر کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف بڑے نیک دل۔ شریف اور خوش اخلاق انسان تھے اور مہاراج شری میں ان کی بڑی شردھا تھی۔

۱۹۳۸ء کے پورے پانچ سال بعد میں تبدیل ہو کر لدھیانہ ہی آ گیا۔ بس پھر تو پوجیہ آچاریہ جی کے درشنوں کا موقعہ جی بھر کر ملنے لگا۔ مہاراج شری اپنے اس شردھالو سیوک پر بڑی کرپا درشٹی رکھتے تھے۔

انہوں نے مجھے جین دھرم کے گرنتھ پڑھنے کو دیئے اور پھر جین دھرم کی تعلیمات پر چھوٹی چھوٹی پستکیں لکھوائیں۔ جو ساتھ کے ساتھ اشاعت ہوتی گیئں۔ پھر ایک دن انہوں نے فرمایا کہ شرمن بھگوان مہاویر سوامی کے جیون چرتر ہندی، انگریزی اور دوسری کئی زبانوں میں تو ہیں لیکن اردو زبان میں کوئی نہیں ہے۔ وہ لکھنا چاہیئے۔ یہ کام تو بڑا اہم اور کٹھن تھا لیکن ایک تو میں ان کی آگیا کو ٹال نہیں سکتا تھا۔ دوسرے مجھے پرگورو کی کرپا پر اور مہاراج شری کی آشیرباد پر پورا بھروسہ تھا۔ اسلئے کافی گرنتھوں کے مطالعہ کے بعد یہ گرنتھ وجود میں آگیا۔

پوجیہ شری آچاریہ آتمارام جی ایک انوکھے مہاپرش تھے۔ ان کا پاون جنم بھادرپد شکلا ۲ سمت ۱۹۳۹ بکرمی کو جالندھر ضلع کے مشہور پورانے قصبہ راہوں میں ہوا تھا۔ آپ نے کشتری جاتی کے چوپڑہ خاندان میں شری لالہ منسا رام جی کے گھر جنم لیکر اپنی کُل کو اُجول پوتر کیا۔ آپکی پوجیہ ماتا جی کا نام شریمتی پرمیشوری دیوی تھا۔ آپکے بزرگ کافی صاحب جائیداد تھے۔ آٹھ برس کی عمر ہونے سے پہلے ہی ماتا اور پتا دونوں کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ابھی وہ ۱۲ سال کے ہی تھے کہ لدھیانہ آپہنچے اور لالہ رام جس کے ہاں ٹھہرے۔ وہ جین دھرم پریمی تھا۔ ان دنوں مہاراج شری جے رام جی لدھیانہ آئے ہوئے تھے۔ لالہ رام جس بالک آتمارام کو ان کے پاس لے گیا۔ تو منی جی اس بالک کی شردھا بھگتی اور بدھی منتا سے بڑے پربھاوت ہوئے۔ بالک آتمارام کو بھی جین دھرم کے ساتھ اگادھ پریم ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آساڑھ شکلا پانچ سمت ۱۹۵۱ بکرمی کو سنوڑ ریاست پٹیالہ میں آپ کی پوتر دیکشا ہوئی۔ وچیکسک مہاراج شری گنپت رائے

جی کے کر کملوں سے سمپن ہوئی۔ اور آپ مہا بھاگیہ والا ۱۰۸ شری شالگ رام جی مہاراج کے ششیہ بنائے گئے۔ مہاراج شالگرام جی خود مہاراج بابا جے رام جی کے ششیہ تھے۔

آپ کی بدھی بڑی تیز تھی۔ اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں آپنے جین آگموں کا ادھین شری آچاریہ موتی رام جی مہاراج سے لدھیانہ میں کر لیا۔ پھر سنسکرت ودیا کا پٹھن پاٹھن قابل پنڈتوں کے ذریعہ کیا آپکی علمیت اتنی اونچی ہو گئی کہ آپ نے بہت سے گرنتھ لکھے۔ اور جین آگموں کا ترجمہ ہندی بھاشا میں کیا۔ چنانچہ آپکی علمیت کا شہرہ اتنا بلند ہوا کہ سمت ۱۹۶۹ میں امرتسر میں آپکو اپادھیائے کی اونچ پدوی دی گئی۔ آپ وہ پہلے ہی جین مہاتما تھے کہ جن کو یہ اعلیٰ پدوی شری جین سنگھ کی طرف سے پراپت ہوئی۔

شری جین دھرم کے بڑے مہاتماؤں کو پوجیہ شری آتما رام جی کو اپادھیائے کی پدوی دیکھ بھی تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ سمت ۱۹۹۳ میں سیالکوٹ میں پوجیہ شری لال چند جی مہاراج کی سورن جینتی کے مہوتسو پر آپکو ساہتیہ رتن کی پدوی بھی دی گئی۔ پھر آچاریہ پوجیہ شری کانشی رام جی کے سورگ واس ہو جانے پر آپ کو چیتر شکلا ۱۳ سمت ۲۰۰۳ کو اتوار کے دن "آچاریہ" کا اعلیٰ درجہ بھی لدھیانہ میں دیا گیا۔ اس موقعہ کی دھوم دھام اور شان دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی تھی۔ لیکن اتنے پر ہی بس نہیں ہوئی۔ پھر سمت ۲۰۰۹ میں آپکو مارواڑ علاقہ کے سادڑی مقام پر اکھل بھارتیہ شرمن سنگھ کا آچاریہ پد ارپن کیا گیا۔

آپنے لگ بھگ ساٹھ ۶۰ گرنتھ لکھے تھے، ان میں اٹھارہ ۱۸ تو جین آگموں کی ٹیکائیں ہیں، جین دھرم کے گوڑھ سدھانتوں کو آپنے بڑے سہج اور سادہ طریقے سے واضح کر کے دیش اور جاتی پر بڑا احسان

کیا ہے۔

آپ نے سمت ۲۰۱۸ بکرمی مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۲ء کو لدھیانہ میں نروان لے لیا۔ اس سیوک پر ان کی اتنی خاص کرپا درشٹی تھی کہ اب بھی وہ سوپن میں گاہے لگاہے اپنے درشنوں سے کرتارتھ کرتے رہتے ہیں۔ اسکو میں اپنا سوبھاگیہ سمجھتا ہوں۔

میں رسمی طور پر تو جین دھرمی نہیں ہوں نہ باقاعدہ طور پر میں کسی بھی دھرم سبھا کا سدسیہ نہیں ہوں۔ کیونکہ میرا دھرم ہے "انسانیت" اور "وشو پریم"۔ لیکن جین دھرم کے اہنسا اور پریم کے اصولوں کو سنسار کے لئے بہت اپیوگی تصور کرتا ہوں۔ آج دنیا کے ہر ایک ملک اور ہر ایک خطہ سے یہی آواز اٹھ رہی ہے کہ جنگ و جدل اور عناد و عداوت جو اس وقت ابھر رہے ہیں۔ جگہ جگہ جو سر پھٹول اور خونریزی ہو رہی ہے یہ سب بند ہونے چاہئیں۔ ظاہرہ طور پر اور خفیہ طور پر جو خوفناک ہتھیار اور کئی طرح کے بم اور زہریلی گیسیں جو کئی ملکوں میں ایک دوسرے کی تباہی کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں ان کو ختم کر دینا چاہیئے۔ ہر ایک ملک کا ہر ایک چھوٹا بڑا انسان جو اس وقت خوفزدہ رہتا ہے کہ نہ جانے اگلے پل میں کیا ہو جائے انسان کا یہ خوف دور ہونا چاہیئے۔ اور ہر جگہ شانتی اور امن کا ماحول لانا چاہیئے۔ تاکہ ہر انسان سکھی ہو سکے۔ اور بے خوفی سے اپنی زندگی گزار سکے یہ آواز تو ہر جگہ سے اٹھ رہی ہے۔ لیکن ساتھ ہی نئے سے نئے خطرناک ہتھیار بھی بنائے جا رہے ہیں۔ تو یہ دونوں باتیں ایک ساتھ کیسے ہو سکتی ہیں؟ اکثر ملک یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ان کے پاس زیادہ سے زیادہ اور خوفناک سے خوفناک ہتھیار ہونگے تو کوئی دوسرا ملک ان پر حملہ کرنے کی دلیری نہیں کر سکے گا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ جس ملک سے انکو حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے انہوں نے بھی اسی نوع کے ہتھیار کے ذخیرے جمع کر لئے ہیں۔ اسی وقت اگر کسی بھی ایک مجنون آدمی ایک ہتھیار کا استعمال کر دیا تو ایسا

تو مخالف ملک کے لوگ خاموش نہیں بیٹھیں گے اور اسطرح سے تباہی کا عالم کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

موجودہ خطرناک حالات نے اشانتی کا دور دورہ پیدا کر کے ہر آدمی کو دُکھی بنا دیا ہے۔ ساداھارن آدمی تو شانتی کا خواہاں ہوتا ہی ہے لیکن اس وقت لیڈر اور نیتا لوگ بھی شانتی کے خواہشمند ہیں کیونکہ ہر انسان کی اپنی ترقی اور دیش کی ترقی تو شانت ماحول میں ہی ہو سکتی ہے۔ اشانتی رہنے سے تو ہر قسم کا نقصان ہی نقصان ہے اور دُکھ ہی دُکھ ہے عراق اور ایران کی موجودہ لڑائی کو ہی دیکھ لیجئے۔ سالہا سال کی محنت سے جو تیل صاف کرنے کے کارخانے انہوں نے بنائے تھے وہ پل کی پل میں تباہ ہو گئے۔ اور ان ملکوں کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ ان کی لڑائی میں کئی کالج ہسپتال اور دیگر رفاہ عام کے مقامات تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ کہاں تو انسان کا یہ فرض ہے کہ بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہتری کے کام کرے۔ اور کہاں یہ حالت ہے کہ جو مقامات عوام کی بہبودی کے لئے بنے ہوئے ہیں ان کو ہی برباد کیا جا رہا ہے۔ غرضیکہ اس وقت کی اس بدامنی اور بے چینی نے جہاں ایک طرف مالی نقصان کیا ہے وہاں لوگوں کے دلوں میں بھی خوف و خطر کی صورت بنا دی ہے۔

ان افسوسناک حالات کو سُدھارنے کے لئے اور ملکوں کے باہمی ویر و دودھ کو دُور کرنے کے لئے کئی اجلاس ہوئے ہیں۔ مختلف ملکوں کے وزرا اور دیگر افسران اکٹھے ہو کر اس پیچیدہ مسئلہ پر غور کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں۔ ان کی بات چیت عرصہ دراز سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔ لیکن وہ کسی فیصلہ کن نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے۔ اور نہ ہی پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ دونوں طرف کے دلوں میں صفائی نہیں ہے۔ پریم کی بھاؤنا نہیں ہے۔ جب ہر دو جانب دلوں میں شک و شبہ ہو تو کوئی بھی معاملہ طے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جو بات دل کی صفائی سے نہ کی جائے۔ وہ تو اور نئی سے نئی اُلجھنیں پیدا کر دیتی ہے ایسی صورت میں گتھیاں سلجھتی نہیں بلکہ ان میں اور گانٹھیں پڑ جاتی ہیں

اور وہی بات ہوتی ہے کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

تو سوال ہوتا ہے کہ جب یہ امر تو عیاں ہے ہی کہ اس وقت حالات بیحد خطرناک ہیں۔ دُنیا کی تباہی دکھائی دے رہی ہے۔ اور مختلف ملکوں کے بااختیار لوگ آپس میں بات چیت کر کے امن و سکون پیدا کرنے کی کوئی سکیم نہیں بنا سکتے۔ تو کیا کوئی اور طریقہ ہے۔ کوئی دوسرا ڈھنگ ہے کہ جس سے یہ اُلجھن دُور کی جا سکے۔ اور حالات کو سدھارا جا سکے؟ کیا کوئی ایسا اُپائے یا سادھن ہے کہ جس سے موجودہ کی سدھی کی جا سکے؟ کیا کوئی ایسی تدبیر ہے کہ جو یقینی طور پر موجودہ خوف و خدشہ کے بھوت کو تباہ کر کے امن و سکون کا عالم بپا کر سکے؟ اِن سوالات کے جواب میں مَیں پر زور اور بالیقین کہہ سکتا ہوں کہ ہاں "ایسا علاج ہے اور ضرور ہے"۔ جو اس نامراد مرض کا دفعیہ کر سکے۔ ایک ایسا منتر ہے جس کا بھجن کرنے سے ہر طرح کا سکھ ہی سکھ اور چین ہی چین حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ اشانتی روپی ڈاکنی جس نے اس وقت ہر کہ و مہ کو پریشان اور دُکھی کر رکھا ہے۔ اسی اُپائے سے بھگائی جا سکتی ہے۔ اسی ڈاکنی نے تو نہ صرف مُلکوں اور جاتیوں میں ہی بدامنی کا طوفان کھڑا کر دیا ہے بلکہ پریواروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ نزدیک سے نزدیک کے سمبندھی آپس میں رنجش اور عناد رکھتے ہیں۔ بھائی بھائی کے خلاف ہے۔ بیٹا باپ کو غیر سمجھتا ہے۔ اور تو اور پتی پتنی ایک دُوسرے سے نالاں ہیں تعلیمی درسگاہوں میں جاؤ تو وہاں بھی اشانتی ہی اشانتی ہے۔ شاگرد اُستادوں کے برخلاف ہیں۔ اُستاد شاگردوں سے تنگ ہیں۔ غرضیکہ موجودہ حالات میں اشانتی رُوپی ڈائن نے کہیں بھی امن رہنے نہیں دیا۔ اِن سب مقامات سے اس پیشاچنی کو مار بھگانے کا وہ ایک ہی سادھن ہے جو آپکو بتانا ہے۔ اس سے ہی ہر جگہ و ہر طرف اور ہر خطہ میں سکھ اور شانتی کا راج جما لایا جا سکتا ہے اور ہر طرح کے دُکھ اور کلیش سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔ شاید آپ اس منتر یا اُپائے کی اتنی طاقت کا حال سُنکر حیران ہو رہے ہونگے

کہ وہ کونسا ایسا جادو ہے کہ جو ایسا معرکہ خیز کام کر سکے جس اشانتی کو دور
کرنے کیلئے مختلف ممالک کے بڑے بڑے وزیر اور سیاستدان اور تجربہ کار
نیتی وان ناکام رہے ہیں۔ کیا وہ ایک ہی نسخہ کس طرح مقصد براری کر سکتا
ہے۔ اس منتر کے متعلق آپ کا اس طرح سے حیران ہونا قدرتی بات ہی ہے
لیکن یہ ایک صداقت ہے کہ اگر شردھا اور نیک دلی کے ساتھ (۳۱) اُپائے کو
ہی عمل میں لایا جائے تو جو بات اس وقت ناممکن معلوم ہوتی ہے وہ ممکن ہو سکتی ہے
اس منتر کو جاننے کیلئے آپکے انتظار اور تجسس کو اور نہ بڑھاتے ہوئے اب وہ منتر
آپکو بتلایا جاتا ہے۔ وہ ہے وردھمان سوامی شرمن بھگوان مہاویر کی تعلیم اُن کا
اُپدیش اور اُن کا بتلایا ہوا اہنسا اور پریم کا کلیان کاری راستہ۔ اسی راستہ
پہ چل کر مہاتما گاندھی نے اس انگریزی حکومت کو اس دیش سے مار بھگایا کہ جس کی
اتنی وسعت تھی کہ اس پر کسی وقت بھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ مہاتما گاندھی
نے فرمایا ہے کہ "اہنسا" سروتم سادھن ہے۔ مجھے اپنی عمر میں ایک بھی ایسا موقعہ نہیں
نہیں آیا کہ جب مجھے یہ کہنا پڑا ہو کہ فلاں مسئلے کا حل اہنسا کی سہایتا سے نہیں ہو سکتا"
پھر انہوں نے کہا ہے کہ میرے دھرم کا پہلا سدھانت ہے "اہنسا" اور اس کا
آخری اصول بھی ہے "اہنسا"۔ ایک اور جگہ انہوں نے لکھا ہے کہ انسانی نسل کا
حقیقی دھرم "اہنسا" ہی ہے۔ کیونکہ ہنسا تو پشو جاتی کا سوبھاؤ ہے۔"

ایک دفعہ مہاتما گاندھی جی سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی بدمعاش شدہ کسی آدمی
کے زر و مال یا عورتوں کی عصمت کو لوٹنا چاہے تو کیا پھر بھی اسے اہنسا کے اصول
پر ہی کاربند ہونا چاہیئے تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ

"میں یہ نہیں کہتا کہ ہم چوروں اور ڈاکوؤں کی ہنسا ورتی کے سامنے جھک جائیں
بلکہ اپنے فرض کی ٹھیک طرح سے ادائیگی کرنی چاہیئے۔ انسان کو بزدلی نہیں دکھانی چاہیئے
بزدل آدمی اہنسک نہیں بن سکتا۔ جس اہنسا کا میں سمرتھن کرتا ہوں اس میں
ڈر کر دوڑ جانے یا اپنے عیال و اطفال کو خطرہ میں چھوڑ کر بھاگ جانے کا نام نہیں

ہے۔ کسی بزدل کو اہنسا کا سبق سکھانا میں ایسا ہی سمجھتا ہوں جیسے کسی اندھے کو کوئی دلکش نظارہ دکھانے کی کوشش کرنا۔ میرا اہنسا برت ایک جیتی جاگتی شکتی ہے اس میں بزدلی یا کمزوری کے لئے جگہ نہیں ہے۔ اہنسا کا اپدیش اس شخص کو دینا بے معنی ہے کہ جو موت سے ڈرتا ہے یا جس میں ڈٹ کر کھڑا ہونے کی طاقت اور دلیری نہیں ہے۔ ایک چوہے کو جو اپنی کمزوری اور مجبوری کے باعث مقابلہ نہیں کر سکتا ہم اہنسک نہیں کہہ سکتے۔ پیشتر اس کے کوئی انسان اہنسا تتو کو سمجھ سکے، اسے درڑھتا سکھانی ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ موت سے بھی خوفزدہ نہ ہو۔ جبکہ کوئی اس کا مخالف اس پر ناجائز طور پر حملہ کر کے اسے دبانا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریگا۔ تو وہ اپنی بزدلی کا ثبوت دیگا۔ اور وہ اہنسا تتو سے بہت دور جا پڑیگا۔"

طوالتِ مضمون کے خوف سے مہاتما گاندھی کے مزید وچار اہنسا دھرم کے متعلق نہیں لکھے جاتے۔ بالکل یہی وچار جین آگموں میں درج ہیں۔ جین دھرم میں سادھو دھرم علیحدہ ہے اُسے کشٹ سہنا ہی سہنا ہے، کسی کو کسی بھی شکل میں کشٹ دینا نہیں ہے۔ مگر گرہستی کے لئے جین شاستر کی آگیا ہے کہ سماج۔ دیش اور دھرم کی حفاظت کرنا اس کا فرض اولین ہے۔ اگر وہ خوف سے یا کسی اور وہم سے اپنے اس فرض سے کوتاہی کرتا ہے تو وہ اپنے دھرم سے گر جاتا ہے اور وہ سوکشم روپ میں ہنسک بن جاتا ہے۔

اہنسا کا سدھانت بہت سوکشم ہے۔ اہنسا اسی کا نام نہیں ہے کہ کسی کو شریر کا کشٹ نہ دیا جائے یا بانی سے کسی کا دل نہ دکھایا جائے بلکہ من سے بھی کسی کا برا نہ سوچا جائے اور اسی سدھانت کی پورنتا تو اس بات میں ہے کہ سب کا بھلا سوچا جائے۔ جین سنسکرتی مال دھن جوڑنے کے خلاف ہے کیونکہ مال دھن اکٹھا کرنے کی ورتی ہی بھاونا کو دوشت بناتی ہے۔ اسلئے دنیا میں اگر کسی وسیلہ سے شانتی کا ماحول لایا جا سکتا ہے تو وہ ہے جین دھرم کا بتایا ہوا اہنسا، پریم، سنتوش اور شُدھ بھاونا کا مارگ۔ اسی کا پرچار ہونا چاہیئے تبھی شانتی ہو سکتی ہے۔

کالنشی رام چاولہ
فرگیزرنمبر ۵۶۶/۱۷ - ۱۳ چوڑا بازار سول لائن لدھیانہ
۲۳ جون ۱۹۸۱ء

ایک لفظ

میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ شری پوجیہ پاد ۱۰۰۸ شری جین دھرم دیواکر اپادھیائے شری آتما رام جی نے یہ پوتر کام میرے سپرد کیا۔ اپادھیائے جی کے پوتر چرنوں میں بیٹھنے کا مجھ کو مدت سے سوبھاگیہ پراپت ہے۔ پھر چونکہ میں لدھیانہ ہی تبدیل ہو کر آگیا اس لئے ان کی پوتر سنگت کا زیادہ موقعہ ملا۔ ایک بار ان کے کہنے پر شری مہاویر سوامی کا ایک چھوٹا سا منظوم جیون چرتر میں نے لکھا۔ اس کے بعد ایک اور چھوٹی سی کتاب موسومہ سنکشپ جیون منظوم میں لکھی جس میں جین سوتروں میں بتائے ہوئے من کو وش کرنے کے اپائے عرض کئے گئے۔ پھر اپادھیائے جی نے فرمایا کہ اردو زبان میں شری مہاویر سوامی کی کوئی مفصل سوانح عمری نہیں ہے۔ اگرچہ ہندی، انگریزی اور دیگر بھاشاؤں میں ہیں۔ انہوں نے یہ بھی آگیا دی کہ یہ کام میں اپنے ذمہ لوں۔

یہ کام بڑا ذمہ داری کا اور اہم تھا۔ لیکن شری اپادھیائے جی کی آگیا کو میں ٹال نہ سکتا تھا۔ اسلئے باوجود اپنی دیگر مشغولیات کے میں نے اس کی تعمیل کرنا منظور کیا۔ اب یہ جو کچھ ہے۔ آپ کے سامنے حاضر ہے۔ ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس اہم کام میں کہاں تک مجھے کامیابی ہوئی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اسکو دلچسپ اور مفید بنانے میں فرد گذاشت نہیں کیا۔ مجھے اپنی علمی قابلیت کی کمی کا احساس ہے۔ لیکن بہر حال میں نے اس عظیم کام کو شردھا بھاونا سے سنبھالنے کی کوشش کی ہے۔ حتی الوسع میں نے جین دھرم کے اصولوں کو مدنظر رکھا ہے لیکن اگر کہیں لغزش ہو گئی ہو۔ تو اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں کیونکہ میں خود جین نہیں ہوں اور میری لاعلمی ہی اس کی ذمہ دار ہے۔ اس کی تیاری میں میں نے انگریزی اور ہندی کے مفصل جیون چرتروں اور دیگر جین گرنتھوں سے سہایتا لی ہے۔

میں دوبارہ اپنی خوش قسمتی پر فخر کرتا ہوا یہ صحیفہ جین دھرم اولمبیوں کی خدمت میں خاص کر اور دیگر صاحبان کی خدمت میں عام طور پر بڑے ادب سے

پیش کرتا ہوں۔ ہاں ایک عرض کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں میں نے اس سوانح عمری میں جملہ واقعات جین دھرم شاستروں کے فرمان کے مطابق لکھ دیئے ہیں۔ ان میں تغیر و تبدل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جیسے کہ دیگر مذاہب کے بانیان و بزرگوں کی سوانح عمری میں دیکھا جاتا ہے۔ اس سوانح عمری میں بھی بعض ایسے واقعات ہیں جنہیں ظاہرہ نگاہ سے دیکھنے پر ان کی صداقت میں شک سا معلوم ہوتا ہے مجھے خود بھی کئی جگہ پر ایسا محسوس ہوا۔ لیکن ہماری بدھی ہی کتنی ہے جو ہر ایک بات کا قطعی فیصلہ کر سکے پھر مشاہدہ بھی ثابت کرتا ہے کہ ہمیں اپنی بدھی کے مطابق ہر ایک بات پر فوراً فیصلہ دے دینا درست نہیں ٹھہرتا کیونکہ کئی ایسی باتیں ہیں کہ جنکو کل ہم ناممکن بتلاتے تھے لیکن آج وہ ہم اپنی آنکھوں سے بطور امر واقعی دیکھ رہے ہیں مثلاً نباتات میں جیو کا ہونا ایک وقت مذاق سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ڈاکٹر جگدیش چندر بوس نے لمبے تجربات سے اسے ایک حقیقت ثابت کر دیا ہے اور آج اپنی عقل سے ٹھیک نہ سمجھتے ہوئے بھی ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے پھر ہوا میں بمانوں کا اڑنا ایک گپ سمجھی جاتی تھی لیکن آج دن بھی ہم اپنی آنکھوں سے کرہ ہوائی میں چکر لگاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں یہ تو رہیں مادی اشیا کی باتیں پھر روحانیت کا تو میدان ہی بالکل جدا اور بڑا اونچا ہے۔ روحانیت کی باتیں اس مادی عقل سے سمجھنا ممکن نہیں اسلئے ہمیں واجب ہے کہ شانتی اور دھیرج سے اپنی آتم شکتی کو بڑھائیں کیونکہ روحانیت کی باتیں ہم اپنی آنکھوں سے اور آتمک وچار سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

دوسری عرض ایک اور بھی کرنا ہے وہ یہ کہ اس کتاب کی تیاری میں جو محنت صرف ہوئی اس کا اندازہ تو ناظرین خود ہی لگا سکتے ہیں لیکن ایس ایس جین برادری موجودہ حالات میں بوجہ مجبوری اسکو پوری تسلی سے چھپوانے کا انتظام نہ کر سکی دوسرے اس کتاب کو جلدی نکالنا بھی مقصود تھا کیونکہ جین برادری اسکو ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء کو تقسیم کرنا چاہتی تھی ایک تو اسدن مہاویر جینتی تھی دوسرے اس دن کیلئے شری ۱۰۰۸ اشری جین دھرم دواکر ساہتیہ رتن جین آگم رتناکر شری اپادھیائے آتما رام جی کا آچاریہ پد مہوتسو مقرر کیا گیا تھا اسلئے ممکن ہے کہ اس جلدی کی وجہ سے کتابت وغیرہ کی کوئی غلطیاں رہ گئی ہوں کیونکہ پروف دوبارہ نہیں دیکھے جاسکے ایسی فروگذاشتوں کو بھی سجن گن نظر انداز فرمائیں بہر حال یہ تحفہ حاضر ہے گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ (اچادلہ)

تمہید

یہ دُنیا ایک تماشہ گاہ ہے اس میں رنگا رنگ کی گلکاریاں، انواع و اقسام کی ہستیاں نظر آتی ہیں۔ رات کے وقت کوئی تو ڈاکہ زنی و نقب زنی یا عیش پرستی یا حرامکاری کی طیاری کر رہا ہوتا ہے اور برعکس اس کے کوئی مندر یا دوسرے دھرم استھان میں بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ سچ کہا ہے ؎

کوئی اللہ کا بندہ ہے صنم خانے میں
کوئی گلشن میں ہے شاداں کوئی ویرانے میں

اس گوناگوں کائنات میں ایسی بھی بد ہستیاں آئیں کہ جنہوں نے اپنے ظلم و ستم سے اپنی سختی اور تعدی سے پرانیوں کو تہ تیغ کیا۔ اپنی حرص کو پورا کرنے کے لئے ہزاروں انسانوں کا سر تن سے جدا کیا۔ اپنی حیوانی خواہشات کو تسکین دینے کے لئے سینکڑوں باعفت دیویوں کی عصمت دری کی۔ لیکن دوسری طرف ایسی پاک ہستیاں بھی اس دُنیا کے اندر ظہور پذیر ہوئیں کہ جو دُنیا کی عیش و عشرت و جاہ و حشمت پر لات مار کر الگ ہو جاتی ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات اور ارادوں پر قابو پایا۔ اور اپنی روحانی طاقت سے باطنی روشنی حاصل کی۔ یہی وہ روشن شمعیں ہوتی ہیں جو جہالت کے اندھیرے کو مار بھگاتی ہیں۔ پاپ کا ناش کرتی ہیں گرے ہوؤں کو اٹھاتی ہیں غلیظوں کو پاک کرتی ہیں مصیبت زدگان اور ستم رسیدگان کو رنج و آلام سے رہائی دلاتی ہیں ایسی ہستیاں نا غرض محبت کا نمونہ اور دیا کا بھنڈار ہوتی ہیں۔ وہ قربانی، ایثار، عفو، نیکی اور نیک اعمالی کا چشمہ ہوتی ہیں اور وچار دھارا کے چمکتے جواہرات۔ غرضیکہ وہ پوتر آتما سُرور سرمدی کا خزانہ ہوتے ہیں۔ وہ اندھیرے میں بھٹکتے ہوئے لوگوں کے لئے مشعل کا کام دیتے ہیں اور راستہ سے بھولے ہوؤں کے رہبر بنتے ہیں۔

ایسی پوتر اور مبارک ہستیاں اس دنیا میں وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں۔ ان کا ورود عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب کہ گناہ اور بد کاری دنیا میں حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے جہالت کی کالی گھٹائیں چھا جاتی ہیں پاپ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ دھرم کے نام پر لوگ دکانیں کھول لیتے ہیں۔ دھرم کی آڑ میں سینکڑوں بدعنوانیاں کرتے ہیں۔ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے بہروپیئے بنتے ہیں۔ بڑے ڈھونگ رچتے ہیں۔ ان کی حالت کیا ہوتی ہے ؎

یہ شیخ جی جو مصلّے بچھائے بیٹھے ہیں ٭ بتوں کی یاد میں آسن جمائے بیٹھے ہیں

ایسے تاریک زمانہ میں وہ متبرک ہستیاں تشریف لاتی ہیں۔ ان کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ کوئی انہیں اوتار کہتا ہے کوئی بدھ کوئی تیرتھنکر کوئی گورو اور کوئی رسول اور کوئی انہیں مہرشی کے نام سے پکارتا ہے ان ہستیوں کا ورود جہالت کو دور کرنے گناہ کو مٹانے اور نیکی کو از سر نو پھیلانے کیلئے ہوتا ہے

ایسی پاک ہستیوں میں بھگوان شری مہاویر سوامی کی ایک پوتر ذات تھی۔ یہ جین دھرم کے چوبیسویں تیرتھنکر یا دھرم اوتار ہوئے ہیں۔ ان کی زندگی کے حالات لکھنے کی شری ۱۰۸ اپادھیائے آتما رام جی کی طرف سے مجھے آگیا ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری محدود عقل دلیاقت اس قابل نہیں کہ اس بزرگ ہستی کے سوانح حیات پورے طور پر لکھ سکوں لیکن تاہم اس امر کو باعث فخر سمجھتا ہوں کہ اس بارہ میں کوئی خدمت سر انجام دے سکوں۔

جین دھرم کے عقیدہ کے مطابق تیرتھنکر کی پدوی حاصل کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔ کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔ اس درجہ کے حصول کے لئے ہزاروں سال لگ جاتے ہیں اس کے لئے بڑی محنت بڑی تپسیا بڑی خود ضبطی کی بے شمار زندگیاں بسر کرنی پڑتی ہیں۔ سابقہ جنموں کے پاپوں کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے۔ آتما کے گرد جو اندھکار ہوتا ہے اسے دور کرنا ہوتا ہے کرم کی گانٹھیں کھولنی پڑتی ہیں ایسی سعی کرنے میں بڑی رکاوٹیں آتی ہیں۔ بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں اور انہیں